سلسلۂ تبلیغ و اشاعت ۲۸ بار اول ۳۰۰۰

ذکرِ رسول ﷺ

(عید میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی مقالہ)

از

فقیہہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ

حاشیہ

مولانا خلیل احمد تھانوی اُستاد جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

فون پرانی انارکلی ۳۵۳۷۲۸ — کامران بلاک ۴۴۸۰۶۰ ۵۴۱۴۳۸۶

ربیع الاول ۱۴۱۵ھ — اگست ۱۹۹۴ء

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم[1] . حامداً و مصلیاً و مسلماً[2]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مبارک زبان سے یا قلم سے نظم ہو یا نثر ایک عبادت اور کارِ ثواب ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طرح طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر فرمایا ہے۔ انبیائے کرام کے ذکر کو دلوں کو ثابت و مطمئن بنانے والا قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کی رفعتِ شان کا اعلان فرمایا "ورفعنا لک ذکرک"[3] حضور کی بعثت کو تمام مسلمانوں پر ایک احسانِ عظیم بتایا "لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً"[4] اور خود حضور اور صحابہؓ نے بہت بہت بار اور بار بار ہر طرح سے ذکر مبارک فرمایا، حق تعالیٰ نے حضور سے وعدہ کیا کہ جو ایک بار آپ پر درود شریف پڑھے گا اس پر دس رحمتیں نازل ہوں گی۔ (افسوس جس محسن اعظم کے طفیل بت پرستی اور کفر و شرک کی غلاظتوں[5] سے نجات ملی، عذاب ابدی[6] سے بچکر ہمیشہ کی جنت اور جنت کی وہ نعمتیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر خیال تک ہو کر گزریں مقرر ہوئیں۔ ہم احسان فراموش و ناقدر شناس[7] اپنے ایسے محسن کے ذکر و اذکار کا سے بھی غافل ہیں یا کچھ کرتے ہیں تو اس طرح کہ "نیکی برباد گناہ لازم" یا صحیح طریقے سے

(۱) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں

(۲) تعریف کرنے والا درود پڑھنے والا اور سلام پڑھنے والا

(۳) اور ہم نے آپکی خاطر آپکا آوازہ بلند کیا۔ الم نشرح آیت ۴

(۴) حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ بھیجا ان میں ایک پیغمبر (آل عمران آیت ۱۶۴) (۵) گندگیوں (۶) ہمیشہ کے عذاب (۷) قدر و منزلت کو نہ پہچاننے والے

بھی کرتے ہیں تو ناقص[1] اور کوتاہ[2]

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

ادارہ فروغ اسلام کی تحریک پر جی چاہا کہ اس لذیذ ترین عبادت کا صحیح طریق کار اور اس میں کیجانے والی کوتاہیاں عرض کردی جائیں تاکہ مسلمان ایسے محسن اعظم کے احسان فراموش نہ بن سکیں اور عبادت کو ناقص و کوتاہ یا غیر عبادت یا گناہ سے مخلوط[3] کرکے کار خیر[4] کی جگہ کار شر[5] نہ کرنے لگیں۔

ذکر رسول ﷺ ایک دریائے ناپید[6] کنار ہے اس کے ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر کو طرح طرح کی تقییدات[7] کے کوزوں[8] میں قید کرلینا اچھی بات نہیں۔ ایک قسم کی ناقدری[9] اور بعض دفعہ گستاخی بن جاتا ہے ذرا اس کی وسعت کی جھلک ملاحظہ کیجئے۔

مراتب ذکر رسول ﷺ

(ا) ذات مبارک کا ذکر اور اس کے بہت سے مرتبے ہیں (الف)[10] ابتدائے عالم

---

(۱) نامکمل (۲) کم (۳) ملا کر (۴) نیک کام (۵) برا کام (۶) ایسا دریا جس کا کنارہ نہیں (۷) قیدوں (۸) چھوٹے پیالے (۹) بے قدری (۱۰) حروف تہجی سے نمبر شمار بھی لگائے جاتے ہیں اسطرح یہاں نمبر شمار لگائے گئے ہیں۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ اکائی کیلئے یہ حروف استعمال ہوتے ہیں۔ ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ الف کا ایک با کے دو جیم کے تین آخر تک یا کے دس اور دہائی کیلئے یہ الفاظ ہیں کلمن۔ سعفص۔ ک کے ۲۰ ل کے ۳۰ آخر تک ص کے ۹۰ عدد ہیں۔ اسکے سیکڑے کیلئے یہ حروف استعمال ہوتے ہیں۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ۔ ق کے ۱۰۰۔ ر کے ۲۰۰ ش کے ۳۰۰ آخر تک کہ غ کے ۱۰۰۰ ہوتے ہیں اسکی ترتیب یہ ہے کہ اگر ایک سے دس تک کا عدد لکھنا ہو تو صرف ایک حرف لکھ دیتے ہیں جیسے اگر چھ لکھنا ہے تو حرف (و) لکھیں گے (ی) دس کے عدد کیلئے لکھتے ہیں۔ اسکے بعد تیرہ چودہ کیلئے دو حرف ملا کر لکھتے ہیں مثلاً تیرہ کیلئے (یج) اور چودہ کیلئے (ید) اسطرح بیس کیلئے (ک) اور تیس کیلئے (ل) لکھا جاتا ہے۔ اسی طریقہ سے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے مراتب کو بیان کرتے ہوئے بطور نمبر شمار حروف تہجی کا استعمال کیا گیا ہے۔

سے تا بہ ولادت شریفہ (ب) ولادت مبارکہ (ج) بچپن (د) جوانی (ہ) جوانی کے بعد سے وفات تک (و) وفات (ز) بعد وفات (ح) قیامت اور درجات عالیہ[1] (ط) شفاعت (ی) جسم مبارک کے یہ سب ادوار حیات نبوت اور روح معلیٰ[2] کے تمام انوار و کمالات (یا) حسن اعضاء سر سے لے کر پیر تک (یب) قوت جسمی[3] (یج) قوت گویائی[4] (ید) قوت نظر (یہ) قوت سماعت[5] (یو) قوت احساسات (یز) قوت ذہن (یح) قوت حفظ (یط) قوت عقل (ک) قوت دل (کا) قوت توکل (کب) قوت حب الٰہی[6] (کج) قوت حضور[7] و استحضار (کد) قوت معیت الٰہیٰ (کہ) افضلیت از انبیاء و ملائکہ بلکہ خدا کے بعد ہر موجود سے (کو) خاتمیت[8] باعتبار نبوت و رسالت و جملہ کمالات ظاہری و باطنی اختیاری و غیر اختیاری (کز) خاتمیت باعتبار دین و کتاب و معجزات (کح) خاتمیت باعتبار علم (کط) خاتمیت باعتبار اخلاق و اعمال (ل) خاتمیت باعتبار متبوع[9] کل مخلوق۔

حقیقت ذکر

لیکن اگر غور کیا جائے کل تیس کے تیس شعبہ ہائے حیات کا ذکر مبارک حقیقت میں ذکر رسول نہیں ہے صرف مجازی معنی سے کہ ذات رسالتمآب ﷺ کے متعلق ہیں ذکر رسول ہیں ورنہ در حقیقت چونکہ یہ سب اختیاری امور نہیں ہیں محض حق تعالیٰ کے عطائے خاص ہیں ان کا ذکر شریف حضرت حق جل وعلاشانہ کے عطا و نعمت کا ذکر ہے، اور نعمتہائے عظیمہ کا ذکر، اس کا شکر ہے اس لئے ان کا ذکر در اصل ذکر رسول ﷺ نہیں بلکہ شکر حضرت حق[10] ہے۔

اقسام ذکر رسولؐ

(۲) امور اختیاریہ جن کا صادر ہونا حضور کے اختیار سے ہوا ہے جو حقیقی ذکر

---

(۱) بلند درجات (۲) پاکیزہ روح (۳) جسمانی طاقت (۴) بولنے کی طاقت (۵) سننے کی طاقت (۶) اللہ سے محبت کی طاقت (۷) ہر وقت اس بات کا خیال رہنے کی طاقت کہ اللہ دیکھ رہا ہے (۸) نبوت و رسالت کے اعتبار سے خاتم النبیین ہونا (۹) ساری مخلوق کے متبوع (۱۰) اللہ تعالیٰ

رسول ہیں مثلاً حضور کے تمام نظریات، تمام عبادات، تمام معاملات، تمام معاشرات، تمام اخلاق، تمام انتظامات وسیاسیات، تمام تربیت واصلاحات حضرات صحابہ کے نفوس کا تزکیہ، (۱) تعلیم وتشریحات قرآن، تبلیغ احکام اور ان کے ذرائع وانتظامات، جہادات اور ان کے اصول وعسکری (۲) انتظامات تدبیر ملک وسلطنت وغیرہ وغیرہ، نشست وبرخاست (۳)، آمدورفت (۴) ہر ہر بات میں طریقہ مبارک، وضع قطع رفتار وگفتار وفود سے معاملات وگفتگو، (۵) پیامات سلاطین (۶)، کھانے پینے اور تمام ضروریات انسانی کے طور طریق، ہر قسم کے استعمالات کے اصول اور طریقے وغیرہ وغیرہ غرض حضور کا ہر ہر حرکت وسکون جو امت کی فلاح وبہبود کے لئے حسب ارشاد الہیٰ "بہترین نمونہ" ہے۔ خواہ یہ افعال واعمال بطریق عبادت ہوں جیسے نمبر ۲ تک یا بطریق عادت ہوں جیسے بعد ہیں

(۳) انہی امور اختیاریہ کا اعلیٰ فرد ہے تعلیم وتلقین احکام دین جو حضور ﷺ کا مقصود اعلیٰ ہے۔ ارشاد ہے۔

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (۸)

اے رسول ان تمام احکام کو پہنچا دیجئے جو آپ پر نازل کئے گئے ہیں آپکے رب کیطرف سے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو حق رسالت ادا نہیں کیا۔

دراصل ذکر رسول ﷺ امور (۹) اختیاریہ کا ذکر ہے اور اختیارات میں سے جو بعثت مبارک کا اصل مقصود ہے وہ دوسرے امور سے اعلیٰ ہے اس لئے تعلیمات وتلقینات نبویہ کا ذکر ذکر رسول کا اصلی اور اعلیٰ ترین فرد ہے پھر اس کے بھی دو شعبے ہیں باطنی وظاہری یعنی قلب انسانی کو تمام ناپسندیدگیوں اور تمام گندگیوں سے پاک کر کے اس میں تمام خوبیاں، بہترائیاں عمدہ اخلاق کے مادے

---

(۱) دلوں کی صفائی (۲) فوجی (۳) اٹھنا بیٹھنا (۴) آنا جانا (۵) بول چال (۶) بادشاہوں کو پیغامات

(۸) المائدہ: آیت ۶۷ (۹) اختیاری کاموں

اور غیر اللہ کی طرف سے ہٹا کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کردینا بلکہ عشق الٰہی کی ایک لگن پیدا کردینا اس کو کہتے ہیں تزکیۂ نفس اور یہ حضور کی تعلیمات کا باطنی شعبہ ہے دوسرا شعبہ ظاہری تعلیمات ہیں وہ زندگی اور مابعد سے تعلق رکھنے والے ہر دور حیات[۱] کی تکمیلات کے ضامن احکام و قوانین ہیں، دونوں میں باہم شدت کا ربط[۲] ہے ایک دوسرے کے بغیر ناممکن ہیں بلکہ ایک درجہ میں باطنی کیفیات[۳] ظاہری احکام کی جڑ، ان کی آبیاری[۴] کا مدار، اور بقاء[۵] و دوام[۶] اور عمدگی و استحکام کے لئے اصل[۷] اصول ہیں اسی لئے حق تعالیٰ نے حضور کے ان کاموں میں باطنی تعلیمات کا ذکر پہلے اور ظاہری کا بعد میں فرمایا کئی جگہ ارشاد ہے جہاں حضور کا وصف بیان ہے۔

ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ[۸] آپ مومنین کا تزکیہ کرتے اور ان کو کتاب اللہ اور حکمت کا درس دیتے ہیں

لہذا حقیقی و اصلی اور اعلیٰ ترین ذکر رسول ﷺ ان اصول و قوانین کا اعلان واستحسان[۹] ہے جو حضور اقدس ﷺ نے تعلیمات باطنیہ[۱۰] وظاہریہ کے ارشاد فرمائے ہیں اور ان کے بعد درجہ ان امور اختیاریہ[۱۱] کا ہے جو حضور نے بطور عبادت کیئے ہیں اور ان کے بعد ان اختیاری افعال کا ہے جو بطور عبادت کے نہیں بطریق[۱۲] عادات شریفہ صادر ہوئے ہیں اور ان کے بعد ان امور کا ہے جو حضور کے اختیار سے سرزد نہیں[۱۳] ہوتے تھے محض انعام والطاف الٰہی ہیں جو تعلق ذات کی وجہ سے ذکر رسول اور حقیقت میں شکر نعمت ہائے ربانی ہے۔

آلات ذکر رسول

(۳) ان تینوں قسم کے اذکار اور ان کے درجات کے بعد اب آلات[۱۴] ذکر پر

---

(۱) زندگی (۲) تعلق (۳) حالتیں (۴) پرورش (۵) باقی رہنا (۶) ہمیشہ رہنا (۷) بنیاد (۸) آل عمران آیت ۱۶۴ (۹) احسان ماننا (۱۰) دل سے برائیوں کو نکالنا (۱۱) اختیار سے کرنے کے کام (۱۲) عادات نفس انسانی یعنی اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا وغیرہ (۱۳) الہام ہونا، جسم سے کسی جاری ہونا وغیرہ (۱۴) ذرائع

غور کیجئے۔ ذکر رسول کا یہ مطلب کہ صرف زبان سے کہہ دینا ہی ذکر ہے یہ زبانی جمع خرچ اس عبادت کے حساب میں بھی کافی نہیں ہوسکتا یہ ایک بہت حقیر اور کم درجہ کا ذکر ہوگا۔ (آلات ذکر یہ ہیں۔ زبان۔ کان۔ دل۔ دماغ۔ روح۔ اور تمام اعضائے ظاہری۔ پھر ان میں درجہ بدرجہ تفاوت[1] ہے اگر سب آلات سے ذکر ہوگا تو کامل ترین اور بہتر ذکر ہے اگر بعض سے ہوگا تو اتنا ناقص پھر اعلیٰ سے ہوگا تو ناقص کے افراد میں سے اعلیٰ اور نقصان میں کم اور ادنیٰ سے ہوگا تو ادنیٰ اور نقصان میں زائد ہے زبان سے ان اذکار کا ادا کرنا اور کانوں سے سن لینا تو سب جانتے ہیں جن میں ان تمام گزشتہ امور یعنی پورے دین کو پڑھنا سیکھنا پڑھانا سکھانا تحریرات تقریرات پڑھنا سننا داخل ہیں، دل کے ذکر میں دل میں ان کی حقانیت کو قائم کرنا اصل اصول[2] ہے کہ بغیر اس کے زبان اور کان کا ذکر بالکل بیکار ہے صرف صورت ہی صورت ذکر کی ہے۔ اصل کچھ نہیں زبان پر ذکر اور دل میں نفرت یا حقارت یا سبکی[3] وخفت ہو تو یہ ذکر ایک منافقانہ حرکت سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا جیسے آپ بعض ہندوؤں اور انگریزوں کی زبان وقلم سے ذکر رسول کا کوئی شعبہ ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو وہ ذکر نہیں کسی دنیوی مصلحت کا مظاہرہ ہے منافقت اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے کہ اس حرکت سے مسلمان مانوس ہوکر شکار ہوسکیں۔

حضورؐ کے ذکر مبارک کا فرض درجہ

پھر دل کا ذکر ایک دائمی[4] ذکر ہے اور زبان اور کان کا عارضی چند لمحات کا ہے دل میں حقانیت وعظمت مسلسل اور دائمی چیز ہے بلکہ یہ درجہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور صرف حضور کے ہی ذکر واذکار کے لئے نہیں تمام انبیاء ورسل کے اذکار کی حقانیت کا دلی ذکر فرض ہے فقہائے اسلام نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ

---

(۱) فرق (۲) جڑ کی حیثیت رکھتا ہے (۳) ہلکا پن، شرمندگی (۴) ہمیشہ کا

کسی نبی کی کسی ایک سنت کا بھی کوئی مذاق اڑائے یا ناپسندیدگی ظاہر کرے تو وہ کافر ہے یہ وہ ذکر رسول ہے جو گزشتہ تمام اقسام میں ہر ہر مسلمان پر فرض ہے اور ایک دائمی عبادت ہے۔

دل کا ذکر

پھر دل کے ذکر کا اور ایک درجہ ہے جس سے ایمان میں نور اور اسلام میں کمال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ ذات اطہر اور تمام اوصاف و کمالات اور گزشتہ مذکورہ[1] کے کل اقسام کے اذکار سے محبت ہوتا ہے۔

حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے۔

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ: تم میں کوئی مومن کامل نہیں بن سکتا؛ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

ذکر دماغ میں ذہن حافظہ اور عقل سے ان تمام اذکار میں کام لینا ہی ان کا ذکر ہے اس کی تفصیلات ہر شخص جانتا اور سمجھتا یا سمجھ سکتا ہے کہ قرآن مجید، احادیث شریفہ کا حفظ تعلیم و تعلم تصنیف تالیف تقریر و گفتگو یہ دین کے تمام کے تمام شعبے سب قسم کے انہی اذکار رسول میں اور اعلیٰ درجہ کے ذکر میں شامل ہیں ذرا نظر صاف، بے لوث اور گہری ہو تو حقیقت بالکل روشن ہے۔

روح کا ذکر

روح کا ذکر ان تمام امور سے مزین[2] ہوتا ہے جو حضور ﷺ کے ارشادات و افعال[3] و احوال[4] سے سامنے آتے ہیں جن کا تعلق ظاہری اعمال کے بجائے باطن سے ہے۔ اور ظاہری اعمال کے لئے نتیجہ و ثمرہ[5] کا کام دیتے ہیں یہ تمام ذکر مبارک روح کو روشن، مجلی[6]، نورانی، اور بڑھ بڑھ کر اس کو بعد[7] کی کثافتوں[8] سے پاک کر دیتے ہیں پھر اس کو ملاء اعلیٰ کے اتصال[9] سے

---

(۱) ذکر کی گئی (۲) آراستہ (۳) احکام (۴) حالتوں (۵) اجر اور وصل (۶) چمکیلا (۷) دوری (۸) غلاظتوں (۹) ملنے

عجیب عجیب انکشافات معمول وعادت سے زائد باتیں حاصل ہوتی اور ظاہر بھی ہوجاتی ہیں بھی تزکیۂ نفس سے تعبیر ہوا ہے یہ درجہ نہایت معتنم[1] بالشان درجہ ہے

اتباع رسولؐ ہی حقیقی ذکر ہے جس سے محبوبیت حاصل ہوتی ہے

ذکر رسول کا اہم اور عام درجہ یہ ہے کہ تمام اعضائے ظاہری سے بھی ہو خود حق تعالیٰ نے اس کو ضروری قرار دیا ہے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"[2]: آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو محبوب بنالیں گے۔

یہاں حکم بھی ہے اور اس پر انعامات بے غایات[3] بھی ہیں کہ محبت و عشق ہی مقبول نہیں ہوگا بلکہ خود حق تعالیٰ تم سے محبت فرمانے لگیں گے۔ مرید سے مراد کا درجہ پاؤ گے محب سے محبوب بن جاؤ گے پھر اس اتباع میں متفرق درجات ہیں فرائض واجبات سنن مستحبات اور ترک حرام و مکروہ تحریمی و تنزیہی ولایعنی[4] سب اسمیں داخل ہیں جس قدر یہ عملی ذکر رسول ہوگا اسی قدر محبت الٰہی کا غلبہ اور محبوبیت حاصل ہوگی۔

ذکر رسول ﷺ کے تینوں درجے اور آلات ذکر کے پورے چھ ذریعوں سے ذکر رسول کرنا ہی کامل اور حقیقی ذکر، دین و دنیا میں بے انتہا نافع بلکہ سارے عالم میں بے مثال ہستی بنانے والا ہمیشہ کا تجربہ کیا ہوا نسخہ ہے حضور انور ﷺ کے بعد سے آج تک جو بھی مسلمان اعلیٰ قسم کا مسلمان بزرگ، صالح، متقی، ولی کامل آپ نے دیکھا یا سنا ہے وہ اسی طرح پورے پورے ذکر رسول اور اس کے ہر ہر طریقہ سے کرنے سے ہی اس کمال پر نظر آیا ہے خواہ وہ پیران پیر[5] رحمت اللہ علیہ ہوں یا کوئی اور بزرگ یہی ایک کیمیاوی نسخہ ہے۔ یعنی مسلمان کو کامل ترین مسلمان

---

(۱) تعظیم کے لائق (۲) آل عمران آیت ۳۱ (۳) بے انتہا (۴) بیکار (۵) شاہ عبد القادر جیلانی

بنانے کا ذریعہ ہے۔ یہی دین و دنیا کی فلاح و بہبود[1] کی کنجی[2] ہے۔ اسی سے مسلمان پکا مسلمان بنتا ہے اور اسی سے پاکستان پاکستان اور اس کا ہر باشندہ واقعی پاک بن سکتا ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کی بدولت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو خیر البریہ (تمام مخلوقات سے بہتر) اور خیر الامم[3] کا تمغہ قبولیت عطا ہوا ہے۔

ناقص ذکر کرنے کے نقصانات

ذکر رسول ﷺ کے اس تفصیلی بیان سے آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ مسلمان کمال اسلام اسی وقت حاصل کر سکتا ہے کہ جب ذکر رسول ﷺ کے تمام شعبوں کو تمام ذرائع سے عمل میں لے آئے۔ اگر کوئی شخص ناکمل نسخہ استعمال کرتا ہے تو نہ وہ نسخہ کا قدردان ہے نہ اس کو اس نسخہ سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے نہ وہ اس کا استعمال کرنے والا شمار ہو سکتا ہے بلکہ حقیقتی غور و خوض سے کام لے کر دیکھیں تو وہ نسخہ کو بدنام کرنے کا مجرم ہے اس کی بے تاثیری کا ڈھول پیٹ کر دنیا کو اس سے محروم کرانے کا مجرم اور خود ناقدری بلکہ توہین کا مرتکب معلوم ہوتا ہے اس لئے بڑا زبردست ظلم اور بڑا غلط پروپیگنڈا ہوگا اگر کوئی شخص ذکر رسول کو صرف کسی ایک شعبہ میں محصور کر کے رکھ دے گا۔

ہم اگر پورے ذکر رسول کی کوشش نہیں کر رہے ہیں تو اس عبادت کو ناقص یا ناقص ترین ادا کرتے ہیں پھر اگر بجائے تکمیل کے اسی پر خوش ہوتے ہیں تو اپنی غلط فہمی پر ناز کرنے لگے اور ہمیشہ کو ورطہ[4] جہالت میں پڑے رہے۔

ہم میں جو لوگ ذکر رسول سے بالکل غافل ہیں وہ تو غافل ہیں ہی اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھول دیں اور بعض لوگ ذکر رسول کرتے ہیں مگر جیسے اوپر ذکر کیا گیا تھا ناقص یا ناقص ترین کر کے اس کیمیاوی نسخہ کو بے تاثیری میں بدنام کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس کوتاہی سے بڑھ کر ایک ایسا اقدام کر بیٹھتے ہیں

---

(۱) کامیابی (۲) چابی (۳) تمام امتوں سے بہتر (۴) گرداب

جو ایک زبردست مجرمانہ اقدام ہے مگر وہ اپنی ناواقفی یا غلط فہمی سے اس کو صحیح قدم سمجھتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ بھی اس کی تاثیرات ومنافع سے ہمیشہ در ہمیشہ محروم رہتے ہیں اور اپنے عمل سے ایک دنیا کی دنیا کو اس مجرمانہ اقدام کا مرتکب بنادیتے ہیں لہذا ضرورت ہے کہ اس کی یہ صورتیں بھی پیش کردی جائیں تاکہ مسلمان اس عبادت کے حقیقی فائدے حاصل کرسکیں اور مجرمانہ حرکات یا انہی صورتوں سے اس عبادت کو پاک صاف کرسکیں۔

عبادت کے اصول

یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہر عبادت کے لئے کوئی نہ کوئی شرعی طریقہ ہے اسی طریقہ سے ادا کرنے سے وہ عبادت ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ عبادت ہونے سے نکل جاتی ہے بلکہ گناہ بڑے گناہ اور بعض دفعہ کفر اور سلب ایمان کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔

نماز روزہ حج زکوۃ اور تمام فرائض واجب سنت ومستحب عبادتوں کے لئے شرائط وآداب ہیں اسی طرح ذکر مبارک کے چونکہ بہت سے شعبے ہیں ہر ہر شعبہ کے شرائط وآداب ہیں ان کا خلاف کرنا حسب مرتبہ جرم بن جاتا ہے اور جو مخالفت توہین کا سبب ہوتی ہے وہ تو اسلام وایمان کو سلب کرلینے اور کفر میں داخل ہونے کا سبب ہوجاتی ہے اس لئے (ا) ہر عبادت کے لئے اور خصوصاً اس عبادت کے لئے جو تمام عبادتوں کی جامع اور میزان کل ہے شرائط وآداب کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے اور ہر ایسی بات سے بچنا ہے جس سے توہین ہو کر گناہ عظیم یا کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔

فقہائے احناف نے تصریح کی ہے کہ بے وضو قصداً نماز پڑھنا کفر ہے۔ قصداً قبلہ کی طرف پشت کرکے نماز پڑھنا کفر ہے حرام پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا کفر ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت باجوں کے ساتھ کفر ہے۔ نعت شریف باجوں کے

ساتھ کفر ہے۔ اذان یا قرآن کا گانا کفر ہے تالیاں بجانے کے ساتھ کفر ہے وغیرہ وغیرہ) راز یہ بتایا گیا ہے کہ عبادت کو حرام یا گندگی سے متصل (۱) کرنا کفر ہے ان سب باتوں میں حرام یا ممنوع شئے سے ایک عبادت کو ملا کر اس کی توہین کی گئی ہے اس لئے یہ کفر ہے۔ نتیجہ آپ خود نکال لیجئے کہ اس لذیذ ترین عبادت کو بھی اگر کسی گناہ سے ملوث کیا جائے گا تو وہ کیا ہوگا اور بجائے کار (۲) خیر بننے کے کس قدر کارِ شر (۳) بن جائے گا۔۔۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عبادت کو حرام اور ظاہری و معنوی گندگیوں سے پاک کر کے پوری پوری طرح پورے پورے ذرائع سے ادا کریں۔

ذکر رسولؐ کے مروجہ غلط طریقے

اب عرض کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ اس عبادت کی ادائیگی میں کس قدر قصور اور کوتاہی کر رہے ہیں یا کس قدر گستاخی و بے ادبی کا ارتکاب کر رہے ہیں تاکہ سب لوگوں کو ان سے بچنے کا اہتمام ہو سکے۔

ذکر رسول ﷺ کی وسعت آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کی ادائیگی کی وسعت آپ کے سامنے آچکی ہے اس کے شعبوں کے مدارج بعض فرض بعض واجب بعض سنت بعض مستحب بعض اصل مقصود بعض تابع یہ سب آپ ملاحظہ کر رہے ہیں اب صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہر شعبہ کو حسب درجہ مکمل طریقہ سے ادا کیا جائے بعض لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں کہ فرض و واجب کا قطعاً اہتمام نہیں ایک امر مستحب کو نہایت مہتم بالشان بنا لیتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں بعض لوگ حضور کے غیر اختیاری (۴) کا تو ذکر کرتے ہیں اور اختیاری اعمال کا ذکر تک نہیں کرتے اس میں نفس و شیطان کی آمیزش (۵) معلوم ہوتی ہے کہ عمل میں مشقت ہے اور غیر اختیاری کے ذکر کرنے اور سن لینے میں لذت وہ اس طرح عمل کی بات پر پردہ

(۱) ملانا (۲) نیک کام (۳) برا کام (۴) غیر اختیاری کام (۵) ملاوٹ

ڈالتا اور اس سے محروم کرتا ہے۔ بعض لوگ دل، دماغ، کی بات روح اور اعضاء کے ذکر کرنے کو بیان بھی نہیں کرتے نہ اس کی ضرورت سامنے لائی جاتی ہے حالانکہ اصل ذکر رسول اختیاریات اور ان تمام کا کام ہے۔ بعض لوگ احکام و تعلیم و تلقین کے عمل بلکہ بیان کو بھی ذکر رسول کے خلاف قرار دیتے ہیں یہ انکی کوتاہ فہمی[1] ہے بعض لوگ بعض غیر اختیاری امور کے کرنے کو عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہیں یہ سخت ترین شیطانی حملہ ہے کہ یہ ذکر محض مستحب ہے تمام عمر بھی نہ ہونے سے نجات میں خلل[2] نہیں تمام عمر ہونے پر فرائض و واجب کے خلل[3] کے وقت عذاب سے بچا نہیں سکتا۔ یہ عیسائیوں کی طرح مذہب کو فضول قرار دینے جیسا ہو گیا۔

کسی نبی یا ولی کا دن منانا ہندوانہ اور مشرکانہ رسم ہے

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفارہ قرار دے کر تمام جرائم کا دروازہ کھول دیتے ہیں بعض لوگ سارے سال سو کر صرف ربیع الاول میں جاگتے ہیں اور کچھ ذکر رسول کرتے ہیں لیکن ذکر رسول کی وسعتوں کا تقاضا ہے کہ کامل ذکر رسول ہر ہر وقت کا کام ہے کوئی سیکنڈ بھی اس سے خالی رہنا صحیح نہیں پھر کسی دن یا وقت کو معین کرنا اسکو ضروری یا افضل قرار دینا ہے دونوں باتیں بغیر شریعت کے بتائے جرم ہیں بعض لوگ عید یا ڈے[4] مناتے یادگار قرار دے کر کرتے ہیں تو اسلام میں یادگار اور ڈے کی کوئی اصلیت نہیں ورنہ حضور انبیاء، تابعین کی اور صحابہ حضور کی یا سنہ ۶۰۰ھ سے پہلے کوئی مسلمان تو مناتے یہ ہندوؤں اور انگریزوں سے لی ہوئی رسم محض ہے اور ان کی مشابہت سے جرم ہے بعض لوگ بطور کھیل تماشا کے کرتے ہیں حالانکہ یہ عبادت کی سخت گستاخی ہے فقہاء نے بطور کھیل تماشا کھانا کھانے اور پانی

---

(1) کم فہمی (2) فرق (3) کمی (4) دن

پیسے تک کو منع لکھا ہے۔ بعض لوگ جلسہ وجلوس انگریزی طور طریق سے نکالتے ہیں۔ مشابہت کفار کی گندگی سے آلودہ کرنا سخت بے ادبی ہے۔ بعض لوگ جھنڈیاں لگا کر انگریزوں کی نقالی کا جرم کر کے عبادت کو اس سے ملوث کرتے ہیں ایسے ہی بعض لوگ ہندوؤں کی دیوالی کی طرح چراغاں کر کے کافرانہ رسم سے آلودہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ ذکر رسول کی نظموں کو گا کر پڑھتے ہیں حالانکہ شریعت میں گانا حرام اور حرام سے ملوث کرنا بڑا جرم ہے۔ بعض لوگ سڑکوں اور بازاروں میں ذکر رسول کرتے ہوئے چلتے ہیں جس کو حضور نے شر البقاع بد ترین جگہ فرمایا اس طرح عبادت کی بڑی بے ادبی ہے۔

عید میلادالنبیؐ یا بارہ وفات منانے کی خرابیاں

بعض لوگ ۱۲ ربیع الاول کو عید قرار دیتے ہیں حالانکہ یہی تاریخ وفات ہے اول تو عید بے اصل پھر یوم وفات میں بعض لوگ جھوٹی اور غلط روایات بیان کرتے ہیں حالانکہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنا دے۔ بعض لوگ عورتوں سے نظم پڑھواتے ہیں۔ بعض کم عمر بے ریش لڑکوں سے پڑھواتے ہیں یہ گانا حرام اور غیر محرم اور ایسے لڑکوں سے پڑھوانا گناہ بعض لوگ باجے بھی ساتھ لگاتے ہیں جن کے ساتھ عبادت کو فقہا نے کفر لکھا ہے بعض لوگ روح مبارک کے آنے کا یقین کرتے ہیں بلا شرعی دلیل یہ خیال گھڑلیا ہے اور عقلاً ناممکن بھی ہے کہ بوقت واحد لاکھوں جگہ آتا ہے بعض لوگ ذکر خاص پر قیام کرتے ہیں حالانکہ حضور نفس نفیس کے لئے قیام کرنا ناگوار سمجھتے تھے اس لئے صحابہ نہیں کرتے تھے تو یہ ہر وقت ناگواری پیدا کرتے اور تکلیف دیتے ہیں۔ اگر ذکر قیام پسند ہوتا تو نماز میں درود قیام میں ہوتا نہ کہ قعدہ[1] میں۔ بعض لوگ محض نام نمود شہرت کے لئے ایسا کرتے ہیں یہ سب گناہ ہے اور

---

(۱) التحیات کے بعد

عبادت کی روح خلوص غائب کرنے کا جرم ہے وغیرہ وغیرہ۔

حاصل یہ ہے کہ عبادت کو ان کفار کی مشابہت اور حرام یا ناجائز امور سے آلودہ کرکے کرنا عبادت کی توہین یا سخت گستاخی و بے ادبی ہوتی ہے ان سب باتوں سے بچ کر اس عبادت کو انجام دیا جائے اور ناقص طریقے سے نہیں کامل عبادت اور کامل طریقوں سے انجام دینا ہی اس کے منافع کا حاصل کرنا ہے اوپر کے بیان میں غور کرنے سے آپ معلوم کرسکتے ہیں کہ اس عبادت کے اجزا میں سے اگر بعض کو اختیار کرنا ہی ہے تو اہم ترین کو اہم درجہ دے کر اور اس سے کم کو کم۔

ورنہ ہر ہر مسلمان کے لئے ذکر رسول پورا پورا پوری طرح اور تمام ذرائع سے ہر وقت ہر سکنڈ ہونا ضروری ہے۔یہی فلاح و کامیابی کا چودہ سو سالہ کامیاب اور کیمیاوی نسخہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی پوری شکل سے ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

از نشر الطیب

پندرہویں فصل

آپ[1] کے حقوق میں جو امت کے ذمہ ہیں جن میں ام الحقوق[2] محبت و متابعت[3] فی الاصول والفروع ہے جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا و احسان جیسے اپنے منعم و مربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں۔ وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشحون[4] ہے۔ دوسرا وصف فصل اکیسویں میں مخزون[5] ہے اور چونتیسویں فصل احسانے سے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت و محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اس کا طبعی مقتضاء ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیئے اگر نص شرعی[6] بھی نہ ہوتی۔ اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اس کے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل و طبع کے ساتھ داعی شرع بھی مل کر آپ کے وجوب محبت کو موکد کرتا ہے اور در حقیقت اعظم غرض[7] اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب دواعی کے ہوتے ہوئے محبت کے اتباع کا انفکاک[8] عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے کہ محبت علی سبیل الکمال[9] واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال

---

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حقوق کی اصل (۳) اصول اور فروع کا اتباع (۴) بھرا ہوا (۵) خزانہ میں رکھی ہوئی (۶) شرعی حکم (۷) بڑا مقصود (۸) جدا ہونا (۹) کامل درجہ کی

واجب ہوگی اور اس میں گو کسی کو بھی کلام نہیں ہوسکتا محض تجدید استحضار کے لئے مختصر طور پر تنبیہ کردی گئی اور اسی کی تقویت کے لئے چند روایات بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر میری مرضیات میں تزاحم[1] ہو تو جس کو ترجیح دی جاوے اسی کے محبوب تر ہونے کی یہ علامت ہوگی۔

دوسری روایت۔ امام بخاری نے ایمان و نذور میں عبداللہ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو میں ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس کو میں محبوب نہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی۔ کذا فی المواہب **ف** حضرت عمرؓ نے اول محبت بالاسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی سمجھ کر نفس کو مستثنیٰ کیا پھر آپ کے ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونے کا مدار کوئی ایسا امر ہے کہ اس

---

(۱) اولاد ماں باپ کی محبت ایک بات کا تقاضا کرتی ہے اور حضور ﷺ کی دوسری بات میں ہے تو ایسے وقت میں آپکی مرضیات پر عمل کرنا آپکی محبت کی دلیل ہے

کے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً مقدم وراجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف[1] کے بعد آپ کی احبیت من النفس[2] کا مشاہدہ کیا اور خبر دی۔ اور مواہب کے مقصد سابع میں دوسرے صحابہ کی بھی حکایتیں محبت کی عجیب وغریب ذکر کی ہیں۔

تیسری روایت۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی۔ مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا۔ عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے قبول نہیں کیا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ کذا فی المشکوٰۃ صحابہؓ کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ اباء[3] مخصوص بہ کفر[4] نہیں ہے ورنہ اس میں کون سا خفا تھا۔ بس آپ کے اتباع نہ کرنے کو اباء سے تعبیر فرمایا گیا۔ اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا۔

چوتھی روایت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا روایت کیا اس کو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپ کی محبت کی آپ کی سنت کی محبت ہے اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضور کی معیت کا بھی موجب ہے۔

پانچویں روایت۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع میں سے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت

---

(۱) کھلنے (۲) نفس سے زیادہ محبوب ہونے (۳) انکار (۴) کفر کے ساتھ خاص نہیں

کہ کس قدر کثرت سے اس کو (اس مقدمہ میں) لایا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت کرو واللہ میرے علم میں یہ اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے ف اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے۔ ایک بشارت مذنبین[1] کو کہ ان سے اللہ ورسول کی محبت کی نفی نہیں کی گئی۔ دوسری تنبیہ مذنبین کو کہ زری محبت سزا سے بچنے میں کام نہ آئی تو کوئی اس ناز میں نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزائے جہنم سے بچالے گی، البتہ بعد بعید من الرحمۃ[2] سے بچاسکتی ہے کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت پر مرتب ہے یعنی خلود[3] اس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہوجائے گی، تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان[4] کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونے سے گوکمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنی درجہ اس کا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کیا جاوے گا، پانچویں مومن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اس پر لعنت نہ کرنا چاہیے۔ اس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی کہ اس کا ایک شمہ[5] بھی گو مقرون[6] بالمعاصی ہو مانع عن اللعنۃ ہے[7] تو اس کا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ موثر ہوگا

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند[8]
صاف گر باشد ندانم چوں کند

---

(۱) گنہگاروں کو خوشخبری (۲) رحمت سے بہت دوری (۳) ہمیشہ رہنے (۴) گناہ (۵) قطرہ (۶) گناہوں سے ... ہوا (۷) لعنت سے روکنے والا (۸) ایک خاک آمیز گھونٹ نے جب مجنوں بنادیا ہے اگر خالص محبت کی شراب میسر آجاتی تو نہ معلوم کیا کرتی۔

یاسائرا نحو الحمی باللہ قف فی بانہ   واقرأ طوا میرالجوی منی علی سکانہ

اے جانے والے بجانب گیاہ زار کے اللہ کے لئے اس کے باغ درخت بان میں ذرا ٹھرنا اور میری طرف وقائع غم اس کے رہنے والوں میں پڑھ کر سنانا۔

ان تسئلو عن حالتی فی السقم منذ فقدتھم   فالقلب فی خفقانہ والراس فی دورانہ

اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ میں دریافت کریں جب سے میں ان سے غائب ہوا ہوں پس قلب اپنے خفقان میں ہے اور سر اپنے دوران میں ہے۔

ان فتشوا عن دمع عینی بعدھم قل حاکیا   کالغیث فی تھتانہ والبحر فی ھیجانہ

اگر وہ میرے اشک چشم کے متعلق اپنے بعد کے زمانہ میں تحقیق کریں تو تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اس کے برسنے میں اور مثل بحر کے ہے اس جوش میں۔

لکنہ مع ماجری مشغوف حب المصطفی   فخیالہ فی قلبہ وحدیثہ بلسانہ

لیکن وہ محب باوجود اس تمام تر ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفی ﷺ کا پس آپ کا خیال اس کے قلب میں ہے آپ کا تذکرہ اس کی زبان پر ہے۔

ولطالمایدعو لحاحا فی الدعا۔ مبالغاً   لیطوف فی بستانہ ویشم من ریحانہ

اور بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا میں الحاح و مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپ کے باغ میں طواف کرے اور آپ کے ریحان سے خوشبو سونگھے۔

یامن تفوق امرہ فوق الخلائق فی العلا   حتی لقد اثنی علیک اللہ فی قرآنہ

اے وہ ذات پاک جن کا رتبہ تمام خلائق پر بلندی میں فائق ہو گیا یہاں تک کہ آپ پر اللہ تعالی نے اپنے قرآن میں ثنا فرمائی۔

صلی علیک اللہ اخردھرہ متفضلا   مترحما وحیالک الموعود من احسانہ

اللہ تعالی آپ پر درود نازل فرماوے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم

فرماتا ہو اور آپ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرماوے۔ ۱۲ منہ

بعض حکم درود شریف

(از فصل ۲۷)

بعد بیان فضیلت کے بمقتضائے وارد قلبی اس کی بعض حکمتیں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حکمت اول۔ جناب رسول ﷺ کے احسانات امت پر بیشمار ہیں، کہ صرف تبلیغ مامور بہ ہی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ ان کی اصلاح کے لئے تدبیریں سوچیں ان کے لیے رات رات بھر کھڑے ہو کر دعائیں کیں کے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو مامور بہ (۱) تھی لیکن تاہم اس میں واسطہ نعمت تو ہوئے بہر حال آپ محسن بھی ہیں اور واسطہ احسان بھی بس اس حالت میں مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائیں نکلتی ہیں خصوصاً جبکہ مکافات بالکل نہ ہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء (۲) کا اضافہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور دعائے رحمت سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں اور اس میں بھی رحمت خاصہ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اس لئے شریعت نے اسے فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کہیں وجوباً کہیں استحباباً فرمایا ونحوہ فی المواہب۔

حکمت دوم۔ چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبوب کے لئے کسی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اس کے کہ جس سے درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اس محبوب کو پہنچاوے گا۔ اس خیر کے ملنے میں اس درخواست کی حاجت ہی نہ ہو لیکن ایسی درخواست کرنا خود سلب ہوتا ہے۔ اس

---

(۱) حکم کئے ہوئے (۲) نعمتوں

درخواست کرنے والے کے تقرب کا بس درود شریف میں چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لئے اس لئے یہ ذریعہ ہوجاوے گا خود اس شخص کو حق تعالٰی کی رضا و قرب میسر ہونے کا وھو ولی المواہب۔

حکمت سوم۔ نیز اس درخواست میں اظہار ہے آپ کے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت الٰہی کی آپ کو بھی ضرورت ہے۔ وہذا من سوانح الوقت

حکمت چہارم - چونکہ آپ بھی بشریت[1] میں مادیت[2] میں عنصریت[3] میں امت کے ساتھ شریک ہیں اور بعض امور زائدہ مثل کثرت مال وغیرہ میں اوروں کے ساتھ ساتھ مساوی[4] بھی نہیں اور یہ اشتراک اور عدم مساوات بسا اوقات منجر[5] ہوجاتا ہے۔ استنکاف[6] کی طرف اعتقاد و عظمت واتباع ملت سے جیسا امم ضالہ[7] کو پیش آیا کہ بعض نے یوں کہا انومن[8] لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشرامنا[9] واحد انتبعہ انااذا لفی ضلال وسعر کسی نے کہا لولا انزل[10] ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم. اس لئے درود شریف میں اس کا پورا علاج ہے کیونکہ اس میں دعا ہے رحمت خاصہ کی تو استحضار ہوا اس کا کہ آپ رحمت خاصہ کے مستحق ہونے میں سب سے ممتاز ہیں تو اس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جس کے سامنے دوسروں کا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اس میں حکمت اول کے لحاظ سے استحضار ہے اس کا

---

(۱) آدمیت (۲) مادہ ہونے (۳) عنصر ہونے (۴) برابر (۵) کھینچ کر لیجانا (۶) برا سمجھنے کیطرف (۷) گمراہ امتوں (۸) چنانچہ وہ یا ہم کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان لے آئیں اور انکے مطیع ہوجائیں حالانکہ انکی قوم کے لوگ تو خود ہمارے زیر حکم ہیں المومنون آیت ۴۷ (۹) اور کہنے لگے ایسے شخص کا اتباع کرینگے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے تو اس صورت ہم بڑی غلطی اور بلکہ جنون میں پڑجاینگے القمر آیت ۲۴ (۱۰) یہ قرآن اگر کلام الٰہی ہے تو ان دو بستیوں مکہ اور طائف کے رہنے والوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا الزخرف آیت ۳۱

کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہیں اور عظمت و منت کا استحضار رافع[1] ہوتا ہے استنکاف[2] کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا و مولانا وغیرہ بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاویں جن میں تصریح ہو آپ کے جدوجہد کی اشاعت دین کے لئے جو اعظم احسانات ہے ہم پر اور اس رفع استنکاف سے افتقار[3] وانکسار[4] حادث[5] ہوگا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہے خصوص اس محل میں جس کے معظم ہونے کا نصوص میں اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان الٰہی بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام پھر خصوص سردار انبیاء کہ آپ کی طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے اباء[6] استغنا بغایت نامرضی ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔

هوالذی[7] بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وقال الله تعالیٰ لقد[8] من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم آیته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

حکمت پنجم۔ بعض طبائع[9] میں غلبہ مذاق توحید کے وسائط[10] کے ساتھ کہ ان

---

(۱) اٹھانے (۲) برا سمجھنے (۳) احتیاجگی (۴) عاجزی (۵) پیدا ہوگی (۶) انکار (۷) وہی ہے جس نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں انہی کی قوم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو انکو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور انکو عقائد باطلہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک کرتے ہیں اور انکو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ آپکی بعثت کے پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے الجمعہ آیت ۲ (۸) حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ انہیں انہی کی جنس سے ایک پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور انکو کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے آل عمران آیت ۱۶۴ (۹) طبیعتوں (۱۰) واسطوں

وسائط میں انبیاء بھی ہیں دل زیادہ آویختہ[۱] نہیں ہوتا گو بعد حصول قدر[۲] واجب اعتقاد وانقیاد رسول اللہ ﷺ کی اس زیادۃ کا استغناء[۳] مضر نہیں جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع میں امام قشیری سے ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو معذور رکھیے کہ خدائے تعالیٰ کی محبت مجھ کو آپ کی محبت میں مشغول نہیں ہونے دیتی۔ آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میرے توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہیں کہ واسطہ سے محبت نہ ہو گو التفات نہ ہو۔ سو امر ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی ﷺ کے ساتھ جاگتے میں پیش آیا تھا۔ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اسی واحد حقیقی[۴] نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اس کی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل عن التوحید[۵] نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اس کے پاس بھیج دے کہ اس کو اپنے ہمراہ لے آوے تو مقتضاء عقل یہ ہے کہ جس قدر اپنے محبوب کی مقصودیۃ حقیقیہ اس کے دل میں بسی ہوئی ہوگی اسی قدر ہر قدم پر اس موصل الی[۶] المقصود کے قدم وزبان پر اس کی توجہ ہوگی کیونکہ اس میں کمی ہونے سے خود وصول الی[۷] المقصود ہی مشکوک ہوجاوے گا۔ جس کو یہ ناگوار اور محبوب بالذات کی مقصودیۃ حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اسی طرح جب اس عاشق کو معلوم ہوگا کہ میں جس قدر اس کا اکرام

---

(۱) لگتا نہیں (۲) واجب کی مقدار حاصل ہو جانے کے (۳) الگ رہنا (۴) اللہ تعالیٰ (۵) توحید سے روکنے والا

(۶) مقصود تک پہنچانے والے (۷) مقصود تک پہنچنا

کی اس محب کی نظر میں ہوگی اس درجہ کا التفات سو صل کی حرکت و سکون پر ہوگا اسی طرح حضور ﷺ کی طرف جس قدر التفات[۲] ہو وہ عین علامت ہوگی واحد تعالیٰ کے مطلوب وملتفت الیہ ہونے کی۔ پس دونوں التفاتوں میں تزاحم[۳] نہ ہوا بلکہ تلازم[۴] ہوا پس اس ذوقی نقص کے رفع کرنے کے لئے درود شریف مشروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں حکم ہوا کہ اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہیں۔

پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہے تو اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور اس کو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر[۵] بالمعنی الاعم[۶] منافی توحید نہیں بلکہ اشتغال بالغیر بایں[۷] معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو غیر کہ خود موصل ہو اس کی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اس کے توحید ہی تک وصول نہیں ہوتا۔ وما تان الحکستان من سوانح سالف الوقت۔

درود و سلام کے (چالیس)
مسنون صیغے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (طبرانی)

۲. اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ أَبَدًا (مسند احمد)

۳. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (ابن حبان)

---

(۱) اسکے ساتھ مشغول ہونا محبوب سے مشغول ہونے سے روکنے والا نہ ہوگا (۲) توجہ (۳) ٹکراؤ (۴) ایک دوسرے کے لازم (۵) غیر سے مشغول ہونا (۶) عام معنی کے اعتبار سے (۷) اس معنی کرکے

٤. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَ
ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ آلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ
إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بيهقي)

٥. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ،
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بخاري)

٦. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسلم شريف)

٧. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ،
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(ابن ماجه)

٨. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ
إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (نسا ئی)

٩. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد)

١٠. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ (ابو دا ؤد)

١١. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(مسلم شريف)

١٢. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد)

١٣. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(مسلم شريف)

١٤. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ابو داؤد)

١٥. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ ، وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ (طبری)

١٦. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ،اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، (سعایة)

١٧. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سعایه)

١٨. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (صحاح ستہ)

١٩. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (نسائی،ابن ماجه)

٢٠. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (نسائی)

٢١. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ أَدَاءً، وَأَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ أُمَّتِهٖ، وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ إِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (سخاوی)

٢٢. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ،وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (بیہقی،مسنداحمد،مستدرک حاکم)

٢٣. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ صَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ. (دار قطنی)

٢٤. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ رَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (مسند احمد)

٢٥. وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ. (نسائی)

صِيَغُ السَّلَام

٢٦. اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. (بخاری شریف ، نسائی)

٢٧. اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. (مسلم شریف ، نسائی)

٢٨. اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. (نسائی)

٢٩. اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. (نسائی)

٣٠. بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.
(نسائی)

٣١. اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ

رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ. أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ. (مؤطا)

٣٢. بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْراً وَ نَذِيْراً، وَ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ اهْدِنِيْ. (معجم الطبراني)

٣٣. أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ. (ابو داؤد)

٣٤. بِسْمِ اللهِ، أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ. (مؤطا)

٣٥. أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ. (مؤطا)

٣٦. أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُ اللهِ وَ رَسُوْلُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ. (مؤطا)

٣٧. أَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ. (طحاوی)

٣٨. أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ. (ابو داؤد)

٣٩. أَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ. (مسلم شریف)

٤٠. بِسْمِ اللهِ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ. (المستدرك للحاكم)

درود لامتناهی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ مُضْعِفاً اَبَداً　　عَلَی النَّبِیِّ کَمَا کَانَتْ لَکَ الْکَلِمُ

ترجمہ:

یااللہ حضور ﷺ پر اپنے کلمات کی بمقدار درود و سلام نازل فرما دو گنا در دو گنا ہمیشہ:

معنی اس شعر کے یہ ہیں کہ اے اللہ حضور ﷺ پر اپنے کلمات کے بقدر درود شریف نازل فرما اللہ تعالی اپنے کلمات کے بارے میں قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

" قل لوکان البحر مداداً لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولوجئنا بمثلہ مدداً ". الکہف آیت ۱۰۹

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر ہو سمندر سیاہی باتیں لکھنے کیلئے میرے رب کی تو ختم ہوجائے سمندر پیشتر اسکے کہ ختم ہوں باتیں میرے رب کی اور اگرچہ ہم لے آئیں ایسا ہی اور (سمندر) مدد کیجئے:۔ ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا:۔

" ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر مانفدت کلمت اللہ ان اللہ عزیز حکیم ":۔

ترجمہ: اور جو کچھ زمین میں ہیں درخت وہ قلمیں ہوجائیں اور سمند (سیاہی) کہ مدد کریں اسکی اسکے ساتھ سات سمندر اور بھی تو بھی نہ ختم ہوں کلمات الہی بیشک اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔ لقمن آیت ۲۷

تو مطلب اب یہ ہوا کہ اپنے ان لامتناہی کلمات کی بقدر حضور ﷺ پر درود و سلام نازل فرما اور وہ بھی مضعفا یعنی دوگنا در دوگنا کہ دو اسکا دوگنا چار اسکا دوگنا آٹھ اور اسکا دوگنا سولہ اور اسکا دوگنا بتیس اس حساب سے اس میں اضافہ کرتے رہیں الی غیر النہایۃ۔ اور پھر وہ بھی ابداً یعنی ہمیشہ ہمیشہ۔ تو گویا اس ایک شعر میں اللہ پاک سے یوں کہا جارہا ہے۔ حضور ﷺ پر میری طرف سے لامتناہی درود ہمیشہ بھیجتے رہئے۔

خلیل احمد تھانوی